حافظہ مریم مدنی[1]

# غصّہ کی حالت میں دی گئی طلاق کا حکم

## غضب کی تعریف

یہ غضب، یغضب غضبًا سے مصدر ہے۔ کہا جاتا ہے رجل غضبان اور امرأۃ غضبٰی۔ یہ رضا کی ضد ہے۔[2] مطلقاً یہ غصہ اور اشتعال کے لیے بولا جاتا ہے۔

جرجانی کہتے ہیں:

الغضب تغير، يحصل عند غليان دم القلب ليحصل عنه التشفي للصدر[3]

"دل کے خون کے کھولنے کی وجہ سے جو تغیر ہوتا ہے اس کو غضب کہتے ہیں تاکہ دل کو تسلی ہو سکے۔"

## غصے کی حالتیں

غصے کی تین حالتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے:

① یہ کہ انسان پر غصہ کی ابتدائی حالت طاری ہو جہاں پر اس کی عقل میں فتور نہ آئے اور جو وہ کہہ رہا ہو، اس کو بخوبی جانتا ہو۔ ایسی حالت میں دی گئی طلاق بغیر کسی اشکال کے واقع ہو جائے گی اور وہ اپنے اَقوال کا مکلف ہو گا۔[4]

② ایسا غصہ جس میں انسان حواس کھو بیٹھتا ہے اور متکلم کو پتہ نہیں چلتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو یہ طلاق واقع نہیں ہو گی۔

---

۱ لیکچرار ایف جی پوسٹ گریجویٹ کالج، راولپنڈی کینٹ.... سکالر پی ایچ ڈی، جامعہ کراچی، کراچی

۲ لسان العرب: ۵/ ۳۶۶۲

۳ التعریفات: ص ۱۶۲

۴ جامع العلوم والحکم: ص ۱۴۸

حافظ ابن قیم الجوزیہ فرماتے ہیں:

وذلك أنه لم يعلم صدور الطلاق منه فهو شبه ما يكون بالنائم والمجنون ونحوهم[1]

"چونکہ وہ طلاق کے صدور کے متعلق نہیں جانتا ہوتا لہٰذا وہ بھی سوئے ہوئے اور پاگل وغیرہ کے مشابہ تصور ہوگا۔"

③ غصے کی تیسری حالت یہ ہے کہ انسان پر شدید غصہ تو طاری ہو لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ ہوش وحواس ہی کھو بیٹھے۔ اس حالت میں دی گئی طلاق کی تنفیذ اور عدم تنفیذ میں علما کے مابین اختلاف ہے۔[2]

## غصے کے حالت میں دی گئی طلاق کا حکم

غصے کی حالت میں دی گئی طلاق کے بارے میں دو قسم کی آرا ہیں:

① احناف اور بعض حنابلہ کا موقف ہے کہ غصے کی حالت میں دی گئی طلاق شمار نہیں ہوگی۔[3]

② مالکیہ اور حنابلہ کا خیال ہے کہ غصے کی حالت میں دی گئی طلاق واقع ہو جائے گی اور اس کا اعتبار کیا جائے گا۔[4]

## فریق اوّل کے دلائل

احناف اور ان کے مؤیدین نے درج ذیل اَدلہ سے استدلال کیا ہے:

① حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لا طلاق ولا عتاق في إغلاق»[5]

"زبردستی کی طلاق اور آزادی نہیں ہے۔"

---

1 إغاثة اللهفان في حكم طلاق الغضبان: ص ۳۹

2 ایضاً

3 حاشیہ ابن عابدین: ۴۲۷/۲

4 حاشیہ الشرح الکبیر: ۳۶۶/۲

5 سنن ابو داؤد: ۲۱۹۳

اور زبردستی غصے کو بھی شامل ہے، کیونکہ اس میں رائے پر بندش لگ جاتی ہے۔

② فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ﴾[1]

"اللہ تعالیٰ تمہیں ان قسموں پر نہ پکڑے گا جو پختہ نہ ہوں۔"

عبد اللہ بن عباسؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

لغو اليمين أن تحلف وأنت غضبان[2]

"لغو قسم یہ ہے کہ آپ غصے کی حالت میں قسم اٹھائیں۔"

اسی پر قیاس کرتے ہوئے غصے کی حالت میں دی گئی طلاق کو بھی طلاق شمار نہیں کیا جائیگا۔[3]

③ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿إِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾[4]

"اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیجئے۔"

متکلم شدید غصے کی حالت میں شیطان کے بہکانے سے طلاق یا اسطرح کے دیگر الفاظ غیر ارادی طور پر بول دیتا ہے لہٰذا ایسی حالت میں اسپر طلاق کے احکام مترتب نہیں ہوں گے۔[5]

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: «إن الغضب من الشيطان»[6]

"غصہ شیطان کی طرف سے ہے۔"

④ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لا نذر في غضب وكفارته كفارة يمين»[7]

"غصے کی حالت میں نذر نہیں ہے اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنی نذروں کو پورا کرنے والوں کی تعریف کی ہے۔ تو جب حالتِ غضب

---

۱ البقرۃ:۲۲۵

۲ بیہقی:۱۰/۵۰

۳ طلاق الغضبان: ص۳۲

۴ الاعراف:۲۰۰

۵ طلاق الغضبان: ص۳۵

۶ سنن ابوداود:۴۷۸۴

۷ سنن نسائی:۳۸۴۲

میں مانی گئی نذر میں رخصت موجود ہے تو طلاق میں یہ رخصت کیوں باقی نہ رکھی جائے۔[1]

⑤ حدیثِ ابو بکرہ: «لا يقض القاض بين اثنين وهو غضبان»[2]

"قاضی غصے کی حالت میں دو لوگوں کے مابین فیصلہ نہ کرے۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ غصہ علم وارادہ پر اثر انداز ہوتا ہے اور درست فیصلہ کرنے میں مانع ہوتا ہے تو ایسی حالت میں دی گئی طلاق بھی معتبر نہیں ہوگی۔[3]

⑥ نشہ ایک ایسا سبب ہے جو طلاق کے عدم وقوع پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ متکلم کا طلاق دینے کا ارادہ نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ غصے کی حالت نشے سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔[4]

## مذکورہ دلائل کا جائزہ

① اس سلسلہ میں حضرت عائشہ کی بیان کردہ حدیث اس نزاع سے خارج ہے، کیونکہ اس سے مراد زبردستی ہے اور زبردستی محض غصے کا نام نہیں ہے۔ امام ابن قیم فرماتے ہیں:

الغلاق انسداد باب العلم والقصد عليه[5]

"غلاق علم وارادہ کے دروازہ کو بند کرتا ہے۔"

لہٰذا یہ غصے کی دوسری حالت کو شامل ہے جس میں بالاتفاق طلاق واقع نہیں ہوتی۔

② حضرت ابن عباسؓ کی طرف منسوب تفسیر صحیح نہیں ہے۔

ابن رجب فرماتے ہیں: لا يصح إسناده[6] "اس کی سند صحیح نہیں ہے۔"

اور اسی آیت کی تفسیر میں آپ سے دیگر اقوال بھی بیان کیے گئے ہیں۔ جیسا کہ ابن ابی حاتم نے تفسیر ابن کثیر[7] میں سعید بن جبیر کے طریق سے بیان کیا ہے کہ "لغو قسم وہ ہے جس

---

۱ طلاق الغضبان: ص ۴۱

۲ سنن ابن ماجہ: ۲۳۱۶

۳ طلاق الغضبان: ص ۴۳

۴ طلاق الغضبان: ص ۴۵

۵ تہذیب السنن: ۱۸۷/۶

۶ جامع العلوم والحکم: ص ۱۴۹

۷ ۲۶۸/۱

میں آپ ایسی چیز کو حرام قرار دیں جو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دی ہو۔"

ابن رجب فرماتے ہیں:

صح عن غير واحد من الصحابة أنهم أفتوا أن يمين الغضبان منعقدة وفيها الكفارة[1]

"دیگر بہت سے صحابہ کرام نے فتویٰ دیا کہ غصے کی حالت میں اُٹھائی گئی قسم کا انعقاد ہوگا اور اس (کو پورا نہ کرنے) پر کفارہ ہوگا۔"

③ یہ کہنا کہ غصہ کی حالت میں انسان شیطان کے اکسانے پر بول رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس پر حکم مرتب نہ ہوگا۔ تو ایسا کہنا کسی طور بھی درست نہیں ہے، کیونکہ زیادہ تر گناہوں اور بُرائیوں کا ظہور تو شیطان کی اکساہٹ اور وساوس ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پھر اس کا مطلب تو یہ ہے کہ شیطان کے اکسانے پر کیے جانے والے کسی بھی عمل پر احکام مرتب نہ کیے جائیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سراسر خام خیالی ہے!

④ حضرت عمران بن حصین کی بیان کردہ حدیث ضعیف ہے۔

⑤ "ابو بکرہؓ کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے قاضی کو حالتِ غصہ میں فیصلہ نہ کرنے کا پابند کیا ہے جس سے قاضی خود غصے کی حالت میں بھی مکلف ہی ٹھہرتا ہے اور یہ حدیث قاضی کے مکلف ہونے کی دلیل ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ قاضی نے اپنے علاوہ کسی اور کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اور یہ طلاق کے مشابہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ طلاق تو اس کا صیغہ بولنے والے کے لیے خاص ہے اور وہ اس وقت اپنا فیصلہ خود کر رہا ہوتا ہے، نہ کہ دوسرے کا۔"

⑥ اس حالت کو نشہ پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ نشہ میں تو انسان اپنے حواس کھو بیٹھتا ہے اور اسے پتہ نہیں ہوتا وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اور یہ غصہ کی دوسری حالت کو شامل ہے۔ ایسی حالت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ﴾[2]

---

۱ جامع العلوم والحکم: ص۱۴۹

۲ النساء:۴۳

”اے ایمان والو! جب تم نشہ میں مست ہو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔ جب تک کہ اپنی بات سمجھنے نہ لگو۔“

## فریق ثانی کے دلائل

مالکیہ اور حنابلہ نے درج ذیل دلائل کو سامنے رکھا ہے:

① خولہ بنت ثعلبہ اوس بن ثابت کی اہلیہ تھیں، ایک روز اُن دونوں میں جھگڑا ہو گیا تو اوس بن ثابت نے غصے سے ظہار کر ڈالا۔ حضرت خولہ پریشانی کے عالم میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور تمام ماجرا کہا تو اللہ تعالیٰ نے آیتِ ظہار نازل فرمائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ ان کو ظہار کے کفارہ کا حکم دیا۔[1]

② اوس بن ثابت نے غصے کی حالت میں ظہار کرنے کے باوجود اس کا کفارہ ادا کیا اور طلاق بھی ظہار ہی کی طرح ہے۔[2] علامہ ابن رجب فرماتے ہیں:

”اوس بن ثابت نے غصے کی حالت میں ظہار کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت ظہار کو طلاق شمار کرتے تھے اور ان کی بیوی کو ان پر حرام قرار دیا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے ظہار کا کفارہ لازم کیا تو آپ ﷺ نے اوس بن ثابت کو کفارہ سے بری قرار نہیں دیا۔“[3]

ان احادیث پر یہ اعتراض وارد کیا جاتا ہے کہ یہ غصے کی ابتدائی حالت سے متعلق ہے اور اس سے غصے کی پہلی قسم مراد ہے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ یہ حدیث مطلق طور پر عمومی غضب سے متعلق ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی تفصیل نہیں اور احتمالی جگہ پر تفصیل کو چھوڑ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کو عموم پر محمول کیا جائے۔ اس میں اگرچہ غصہ کی تینوں حالتیں اور ہر غصے کی حالت میں دی گئی طلاق لازم ہو گی، لیکن اجماعِ امت سے وہ حالت اس سے نکل گئی جب غصہ انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ اس طرح اس حدیث میں دوسری دونوں قسمیں شامل ہوں گی۔

---

۱ سنن ابن ماجہ: ۲۰۶۳
۲ جامع العلوم: ص ۱۴۹
۳ ص: ۱۴۹

③ مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ابن عباس سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو غصے کی حالت میں تین طلاقیں دے دی ہیں۔ تو ابن عباس نے فرمایا:

''مجھ میں اتنی جرات نہیں ہے کہ تیرے لیے وہ حلال کر دوں جو اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ تو نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی ہے اور اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔''[1]

④ حسن بصری کا قول ہے: سنت کے مطابق طلاق یہ ہے کہ آدمی طہر کی حالت میں ایک طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو۔ ایسی صورت میں اس کے بعد تیسرے حیض تک اسے اختیار حاصل ہو گا کہ وہ رجوع کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ اگر آدمی نے غصے میں طلاق دی ہے تو تین حیض یا تین مہینے میں اس کا غصہ کافور ہو سکتا ہے۔[2]

⑤ قاعدہ فقہیہ ہے:

دلالة الأحوال تختلف بها دلالة الأقوال في قبول دعوى ما يوافقها وردّ ما يخالفها وتترتب عليها الأحكام بمجردها[3]

''دعویٰ کو قبول و ردّ کرنے کے سلسلے میں احوال کی حالت سے اقوال کی دلالت مختلف ہو جاتی ہے۔ احوال پر احکام مرتب ہوں گے چاہے اقوال احوال کے مخالف ہوں یا موافق...''

ابن رجب فرماتے ہیں: اس قاعدہ سے ثابت ہوتا ہے کہ لڑائی جھگڑے اور غصے کی حالت میں دی گئی طلاق شمار ہو گی اور کسی کا یہ دعویٰ کہ طلاق کا ارادہ نہ تھا، قابل قبول نہ ہو گا۔

مغنی لابن قدامہ میں ہے:

والغضب ههنا يدل على قصد الطلاق فيقوم مقامه[4]

''یہاں پر غصہ ارادۂ طلاق پر دلالت کرتا ہے، لہٰذا اس کو اس کے مقام پر محمول کیا جائے گا۔''

---

1 دار قطنی: ۱۳/۴

2 جامع العلوم والحکم: ص ۱۴۹

3 القواعد لابن رجب: ص ۳۲۲

4 ۴۵۰/۸

## راجح موقف

سابقہ مبحث سے اندازہ ہوتا ہے کہ مالکیہ، حنابلہ اور ان کے مؤیدین کا موقف راجح ہے، کہ غصہ کی حالت میں طلاق کا وقوع ہو جائے گا اور اس کی ترجیح اِن اُمور کی وجہ سے ہے:

① دلائل کی قوت
② مسئلے پر مکمل گرفت اور وضاحت
③ مخالفین کے دلائل کا ضعف
④ قاعدہ ہے:

أن الأصل في الأبضاع التحريم فالواجب التثبت في أمرها والتنبه لها

"یعنی شرمگاہوں میں اصل تحریم ہے، لہٰذا اس معاملہ میں پوری تحقیق اور ذمہ داری سے کام لینا چاہیے۔"

## خلاصہ

فقہا، محدثین، مفسرین اور اُصولیین کی آرا کو نقل کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ

① زبردستی کی حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔
② اور ایسے غصے کی حالت میں طلاق جس میں انسان اپنے ہوش وحواس میں ہوتا ہے، طلاق واقع ہو جائے گی۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے طلاق کو حلال قرار دیا ہے، اسے دیگر اُمور کے لیے سیڑھی کے طور پر استعمال کرنا کسی طور بھی جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض جہلا تربیت اور ڈرانے دھمکانے کے نام پر اس کا ناجائز استعمال کرتے ہیں۔ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کی آیات کو مذاق بنانے کے سوا کچھ نہیں!